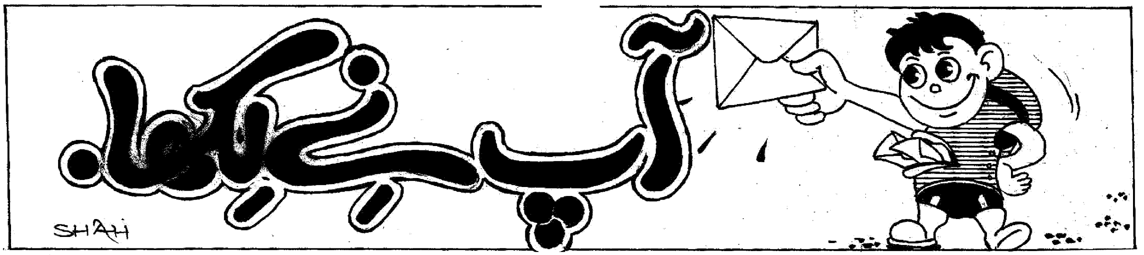

● بچوں کا ماہنامہ امنگ مشترکہ شمارہ اپریل تا جون کا مطالعہ کیا، ماشاءاللہ کافی اچھے مضامین اور نظمیں تھیں۔

آپ نے لکھا کالم میں حبیب سیفی کا خط شائع ہوا ہے۔ ناقدانہ اور بصیرت افروز تحریر ہے، لیکن انہوں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ”فلاں فلاں عنوان کی نظم اور ”جوتا چور“ نظم سے بچوں کے لیے کیا سبق ملتا ہے؟ سمجھ میں نہیں آتا۔

خیر نقد و تبصرہ اگر مطالعہ کر کے کیا جائے تو بہتر ہے، ورنہ عام ناقدین ؛ جو کتابوں اور مضامین کو سرسری دیکھ کر تبصرہ لکھنے بیٹھ جاتے ہیں یا بقول ایک طنز و مزاح نگار مجیب الرحمٰن و بقول ”یوسفی“ کہ کچھ ناقد صرف کتاب سونگھ کر نقد کرنے لگتے ہیں“ یہ ادبی دنیا میں قلم کاروں کی حوصلہ شکنی، نیز ”نگاہ تعصب“ سے عبارت ہے۔

اب بتائیے کہ ”جوتا چور“ ایک محاکاتی نظم ہے، جس میں ایک لڑکا نیا جوتا پہن کر مسجد میں غرور کے ساتھ جمعہ پڑھنے جاتا ہے، لیکن نماز کے بعد اس کا جوتا غائب ہو جاتا ہے، وہ افسوس کرتا گھر آتا ہے، مگر گھر پر ایک حیران کرنے والی صورت نظر آئی، کہ چور مع جوتا پکڑا گیا موجود ملتا ہے، اب اس بچے کو کتنا غصہ آئے گا؟ مگر اس کے باپ اسے غصہ تھوک دینے اور اسے معاف کرنے، نیز اپنے دل سے کبر و غرور دور کرنے کی تعلیم دیتے ہوئے کہتے ہیں:

اس نے کی ہے جو خطا، تو اس کو کر دل سے معاف
اور غرور و کبر کو بھی اپنے دل سے کر لے صاف

قارئین انصاف سے فیصلہ کیجیے کہ کیا اس آخری شعر میں کوئی نصیحت باپ کی طرف سے بیٹے کو نہیں مل رہی ہے؟

جب کہ حبیب سیفی نے اپنی ناقدانہ تلوار چلاتے ہوئے جون کے شمارے میں یوں لکھا ہے ”اس مرتبہ خود احتسابی کے درس پر مبنی کئی شاعروں کی شاعری ادب اطفال سے پرے کی چیز لگی۔ آدمی، شام، جوتا چور“ ان تینوں تخلیقات نے ہمیں سوچنے پر مجبور کیا کہ اطفال کے لیے کیا پیغام ہے“؟ امنگ، اپریل تا جون ۲۰۲۰ء۔ ان کو بتانا چاہیے کہ اس شاعری میں ادب اطفال سے پرے کی چیز کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ انہیں اس میں اطفال کے لیے کوئی پیغام ہی نظر نہیں آیا۔ اب وہ خود اپنا محاسبہ کریں، تعمیری تنقید اچھی چیز ہے، تنقیص نہیں اور اگر برائے اصلاح تنقید کی جا رہی ہے تو مکمل طور سے تخلیق کا جائزہ لے کر لکھا جائے اور وجہ بھی بتائی جائے۔

مرسلہ: محمد فضالہ، کیرالہ

● اپریل تا جون کا بچوں کا ماہنامہ امنگ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ سبھی چیزیں قابل تعریف ہیں۔ اب ہنسنے کی باری ہے کا کیا کہنا پڑھ کر خوب ہنسی آئی۔ نظموں میں رمضان المبارک پر لکھی گئی شمشاد احمد راضی کی نظم ماہ رمضان بہت اچھی لگی۔ تمام قلمکاروں کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد۔

مرسلہ: محمد شکیب

● ’ماہنامہ امنگ‘ کا تازہ شمارہ مارچ ۲۰۲۰ء موصول ہوا۔ شکریہ۔ ’امنگ‘ بڑی ہی پابندی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور ہر شمارہ وقت پر مل رہا ہے۔ اس شمارے میں فلیپ پر لکھا ہوا شعر بہت اچھا لگا...

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے

ہر شمارے کی طرح اس شمارے میں بھی اداریہ بچوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ ہمیں صرف ذہانت پر ہی منحصر نہیں رہنا چاہئے، بلکہ پہلی شرط یہ ہے کہ ہم ایک

اچھے انسان ہوں، انسانی ہمدردی کے جذبات ہمارے اندر موجود ہوں اور ایک دوسرے کی مدد کرنا ہمارا پہلا فرض ہو۔ کامیابی صرف ذہانت سے نہیں ملتی، ذہانت سے تو صرف اچھے Grades حاصل کئے جا سکتے ہیں، کامیابی کے لیے تو ضروری ہے ہم خوب محنت کریں، ساتھ ہی شعور کا بھی استعمال کریں۔ کسی انگریزی رائٹر نے کہا ہے...

''کامیابی صحیح کوششوں سے ہی ملتی ہے''۔

اس شمارے میں مضامین کا کالم زیادہ پسند نہیں آیا، لیکن محمد وکیل کا مضمون 'گر گئے ہو تو اٹھنا بھی سیکھو' متاثر کرتا ہے۔ انھوں نے اپنا مضمون انگریزی قول سے شروع کیا ہے، وہ قول ہی اپنے اندر ایک مضمون سموئے ہوئے ہے۔ جیسا انھوں نے لکھا کہ کامیابی کے ساتھ ناکامی بھی ضروری ہے۔ بے شک صحیح کہا، کیونکہ اگر ہمیں ہر قدم پر کامیابی ہی ملے گی تو ہم اس کی اہمیت نہیں سمجھیں گے۔ جب ہم بار بار ٹھوکریں کھاتے ہیں، گرتے سنبھلتے ہیں تو خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ کہانیوں کا کالم بہت خوب ہے۔ ڈاکٹر بانو سرتاج کی کہانی 'سمندر اور کنواں' میں سمندر اور کنویں کی بحث پیش کی گئی ہے کہ کس طرح سمندر کنویں سے کہتا ہے آپ مجھے پیار نہیں کرتے، اس لیے میرے پانی کو خود سے نہیں ملایا، لیکن آخر میں سمندر کہتا ہے کہ اپنی چاردیواری سے باہر نکل کر تو دیکھو۔ یہ بات ہی اس کہانی کا Lesson ہے۔ محمد نجیب پاشا کی کہانی 'انداز مسیحائی' میں پرویز اور فیروز کے کرداروں کے ذریعے انسانی ہمدردی رکھنے کا پیغام دیا ہے۔ کہانی میں فیروز کی امّی سلمہ کے ہاتھ میں پھوڑا نکل آتا ہے۔ کلاس میں جمال سر نے کہا کہ جو بھی اردو کے امتحان میں اچھے نمبروں سے پاس ہوگا اسے دو ہزار روپے کا انعام دیا جائے گا۔ اقبال نے فیروز کی مجبوری کو محسوس کر لیا کہ اسے پیسوں کی ضرورت ہے اور اس نے امتحان میں سوال چھوڑ دیے تا کہ وہ پیسے فیروز کو مل جائیں اور وہ اپنی امی کا علاج کرا سکے۔ حبیب سیفی کی کہانی 'اردو کی روشنی' سبھی کہانیوں میں زیادہ پسند آئی۔ انو اور عافیہ دونوں دوست تھیں۔ انو جب بھی عافیہ سے گفتگو کرتی بہت متاثر ہوتی اور اس سے اردو سیکھنے کی ضد کرتی۔ عافیہ نے اسے اردو سکھائی بھی، ساتھ ہی انّو کے والد اردو کے الفاظ بولنے لگے اور اردو سے بہت محبت کرنے لگے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آس پڑوس کے لوگ مخالفت کرنے لگے۔ ان کا کہنا تھا کہ انّو بگڑ رہی ہے، لیکن اردو جیسی شیریں زبان بھلا کسی کو بگاڑ سکتی ہے؟ بالکل نہیں۔

اس کہانی کی طرح جب میں نے اردو پڑھنا لکھنا شروع کیا تو مجھے بھی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا کہ ایک ہندو لڑکی اردو کیوں پڑھ رہی ہے؟ آج بھی لوگ ایسا کہتے ہیں، لیکن یہ باتیں مجھ میں لکھنے پڑھنے کی تحریک اور زیادہ پیدا کرتی ہیں۔ رہی بات اردو زبان کی تو واقعی اردو زبان میں جو کشش ہے وہ دنیا کی کسی زبان میں نہیں۔ سیفی سرونجی نے بالکل صحیح کہا ہے...

بھاشاؤں میں ایک ہے اردو جس کا نام
بولوں میں تو پھول جھڑیں، خوشبو پھیلے عام

شاعری میں کوثر صدیقی اور توحید الحق کی غزلیں پسند آئیں۔ خطوں کا کالم بھی اچھا ہے۔ میری طرف سے اس شمارے پر بہت بہت مبارکباد۔

مرسلہ: استوتی اگروال، اگروال جیولرز، سرونج، (ایم پی)

● بچوں کا ماہنامہ امنگ مارچ کا شمارہ اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں سے دلفریب علم رنگوں سے آراستہ ہو کر اپنے اندر خوشبوؤں، مسرتوں، رنگوں، پھولوں اور مہکوں کا خزانہ لیے حاضر ہوا۔ پڑھ کر مضطرب دل کو سکون ملا۔ اس شمارے کے تمام مضامین قابل تحسین ہیں۔

موجودہ حالات میں جب کہ اخلاقی قدریں دم توڑ رہی ہیں، سماجی بگاڑ بڑی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے خود غرضی، مطلب پرستی عام ہوتی جا رہی ہے اور نظم و ضبط، حقوق و فرائض، چھوٹے بڑوں کا پاس و لحاظ جیسے اخلاقی جوہر معدوم ہوتے جا رہے ہیں ایسے نامساعد حالات میں بچوں کا ماہنامہ امنگ اپنے مضامین و فکر اسلوب سے جو خدمات انجام دے رہا ہے قابل تعریف ہے۔ اس انفرادیت نے اس رسالہ کو ہر خاص و عام میں ممتاز بنا دیا۔ اللہ

تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ اس رسالہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا کرے آمین۔

مرسلہ: محمد ارشد اعظمی کریم الدین پور گھوسی ضلع مئو

● بچوں کا ماہنامہ ‘‘امنگ دہلی’’ مارچ ۲۰۲۰ء اپنے پورے جلوہ کے ساتھ رو برو ہوا۔ ‘‘پہلی بات’’ سے ‘‘موس۔ سب سے بڑا ہرن’’، ‘‘امتحان میں کامیابی کیسے حاصل کریں’’، گر گئے ہو تو اُٹھنا بھی سیکھو’’ اور ‘‘کیو۔ آر۔ کوڈ’’ اور محمد احسان انور کے ہمارے انسانی حقوق مزید جانکاری میں اضافہ لگے۔ وہیں ‘‘ٹوئنٹی ٹوئنٹی بین الاقوامی کرکٹ میں ٹائی میچ’’ پھر مرکزی خیال سے ماخوذ ‘‘سمندر اور کنواں’’ اندازِ مسیحائی اور ‘‘اردو کی روشنی’’ حبیب سیفؔی کی اور ‘‘بوڑھا درخت’’ اور ایک ڈرامہ عرفان علی سے ‘‘سچے لوگ’’!

پھر منظومات میں ‘‘بھارت نیا بنائیں شام، شام، پیپل کا درخت، آدمی، سڑک، دعا خالی نہیں جاتی اثر سے ‘‘گڑیا’’ اور ‘‘جوتا چور’’ بے حد پسند آئے جو اپنے اندر بڑی گہرائی و گیرائی لیے ہوئے تھے۔ ان کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ سبھی فنکار اور قلمکاروں کو بہت بہت مبارک باد۔ ہاں ایک بات تو کہنا بھول گیا۔ اسی شمارے میں ‘میرا پسندیدہ شعر’ میں دیکھئے:

قانون قاتلوں کی حمایت میں جائے گا
یہ حال ہے تو کون عدالت میں جائے گا
(بشیر بدؔر)

مرسلہ: شبی شبطین، ندی پار، آسنسول

یہ شعر بشیر بدؔر کا نہیں بلکہ راحت اندوری کا ہے۔

انصاف ظالموں کی حمایت میں جائے گا
یہ حال ہے تو کون عدالت میں جائے گا

مرسلہ: محمد بلال الدین، رکاب گنج، بھاگلپور (بہار)

جوابات ‘‘معلومات کی کسوٹی’’

۱۔ Television Rating Point
Gross Domestic Product
۲۔ مہاندی
۳۔ مہاراشٹر
۴۔ Goods and Services Tax
۵۔ کانشی رام
۶۔ دربھنگہ
۷۔ کابل میں
۸۔ شاہجہاں
۹۔ اورنگ زیب عالمگیر
۱۰۔ حیدرآباد میں
۱۱۔ میر عثمان علی خان
۱۲۔ شاہجہاں بادشاہ
۱۳۔ دہلی سے
۱۴۔ حیدرآباد میں
۱۵۔ حیدرآباد میں
۱۶۔ حیدرآباد میں
۱۷۔ تقریباً ۱۲۵ گرام
۱۸۔ لوبیے کی بیج جیسی
۱۹۔ ۱۸ مرتبہ
۲۰۔ ۶۴۰
۲۱۔ سبز اور سرخ
۲۲۔ ۸۰ فیصد
۲۳۔ ۱۰ واٹ
۲۴۔ کان کی ہڈی
۲۵۔ ران کی ہڈی
۲۶۔ ۳۱ ہڈیاں

جوابات ادبی دماغی ورزش

سلسلہ (۷۶)

۱۔ دنیا
۲۔ نقصان
۳۔ بیٹھ
۴۔ راضی
۵۔ دن
۶۔ خوشی
۷۔ مٹی
۸۔ دنیا
۹۔ بولے
۱۰۔ گھر